

اس رسالہ میں ”دستورِ جماعتِ اسلامی“ کی جہازوں سے یہ بات
ثابت کی گئی ہے کہ قرآن وحدیث کا انکار کچے بغیر کسی شخص
کو ”جماعتِ اسلامی“ کی رکنیت نہیں مل سکتی



دستورِ جماعتِ اسلامی

www.Ishaat-ul-Uloom.net

نقد کی جائزہ

از قلم:

امام المناظرین
حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا نقشبندی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ، لاہور پاکستان

دستورِ جماعتِ اسلامی

کا

تنقیدی جائزہ

اس رسالہ میں دستورِ جماعتِ اسلامی کی عبارتوں سے یہ ثابت کی گئی ہے کہ قرآن و حدیث کا انکار کیے بغیر کسی شخص کو جماعتِ اسلامی کی رکنیت نہیں مل سکتی۔

آنر قلم:

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ داتا صاحب رحمہ اللہ

ناشر

ادارۂ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ و سن پورہ - لاہور

نام کتاب :- دستور جماعت اسلامی کا تنقیدی جائزہ (کامل)
مصنف : امام المناظرین حضرت علامہ ضحونی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اشاعت : ششم = شوال ۱۴۱۲ھ

تعداد : اشاعت اول تا چہارم = چھ ہزار (۶۰۰۰)

پنجم = دو ہزار (۲۰۰۰)

ششم = تین ہزار (۳۰۰۰)

ہدیہ : ایصالِ ثواب بحق قبلہ ضحونی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(مصنف کتاب ہذا) اور دعائے خیر کئی معاونین ادارہ۔

ناشر : ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وکن پورہ - لاہور

طے کا پتہ

ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وکن پورہ - لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۶	حصہ اول	۱
۵	دستور جماعت اسلامی میں مودودی صاحب لکھتے ہیں	۲
۷	عقیدہ	۳
۸	تشریح	۴
۹	کلمہ طیبہ	۵
۱۱	قرآن مجید کا ارشاد۔ مودودی صاحب کا عقیدہ	۶
۱۳	امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ	۷
۱۴	قرآن مجید۔ مودودی صاحب	۸
۱۵	عارف مودودی کی تشریح	۹
۱۶	لوازمات کلمہ طیبہ میں مودودی صاحب نے لکھا	۱۰
۷	جواب	۱۱
۱۸	کلمہ طیبہ کے لوازمات میں مودودی صاحب نے فرمایا	۱۲
۱۹	جواب	۱۳
۱۹	مودودی صاحب کا کہنا	۱۴

۱۹	میں کہتا ہوں	۱۵
۲۰	حدیث نمبر ۱	۱۶
۲۱	حدیث نمبر ۲	۱۷
۲۲	مودودی صاحب کا قول	۱۸
۲۳	میں کہتا ہوں	۱۹
۲۴	کسی کو نذرانہ تحفہ نہ دے کی تردید از روئے قرآن مجید	۲۰
۲۵	اپنے کو کسی کا محتاج نہ سمجھے کا رد	۲۱
۲۶	مودودی صاحب کا قول	۲۲
۲۷	میں کہتا ہوں	۲۳
۲۸	آیت نمبر ۱	۲۴
۲۹	آیت نمبر ۲ اولاد براہیم علیہ السلام کے ملک عظیم کا ذکر۔	۲۵
۳۰	آیت نمبر ۳ اور ۴ حضرت طاہر علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر۔	۲۶
۳۱	آیت نمبر ۵ اور ۶ حضرت داؤد علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر۔	۲۷
۳۲	آیت نمبر ۷ تا ۹ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر۔	۲۸
۳۳	آیت نمبر ۱۰ حضرت یوسف علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر	۲۹

۲۸	اب دل اللہ کا اختیار ملاحظہ ہو	۲۰
۳۱	آیت نمبر ۱۱	۲۱
۳۲	حصہ دوم	۲۲
۳۵	آیت نمبر ۵	۲۳
۳۸	چیلنج	۲۴
۳۹	حدیث شریف	۲۵
۴۱	مجدد و حضرات کی فہرست	۲۶
۴۳	آیت نمبر ۱	۲۷
۴۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنی	۲۸
	آل کی تعریف	
۴۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کا معیار حق اور	۲۹
	تفہیم سے بالاتر ہونا۔	
۴۸	آیت نمبر ۱ (اولیاء اللہ کی شان میں)	۳۰
۴۹	آیت نمبر ۲ (اولیاء اللہ کی شان میں)	۳۱
۵۰	حدیث (اللہ تعالیٰ ایمانداروں کے دلوں میں اپنے	۳۲
	دوستوں کی محبت کیسے پیدا کرتا ہے)	

حصہ اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَخَفَّدُوْا وَتُصَلُّوْا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِہِ الْكَرِیْمِ
وَعَلَى الْاِیْمَةِ وَاصْطَابِہِ اَجْمَعِیْنِ اَمَّا بَعْدُ۔

مُجَلِّد اراکین جماعت اسلامی دستور جماعت اسلامی کے پابند
ہیں اور جو جماعت کے دستور کا پابند نہ ہو۔ وہ جماعت اسلامی کی
ترکیت عامل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ دستور میں کوئی بات کتنی ہی گستاخی کیوں نہ
ہو۔ اور خواہ دین اسلام میں اس کا نام و نشان تک نہ پایا جاتا ہو۔ رکن کو
پابندی لازم ہے۔

دستور جماعت اسلامی میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

”رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی
کو عقیدہ سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔“

اگرچہ پوری اُمتِ مسلمہ موجودہ کو مودودی صاحب کے اس
 دستوری حکم سے اتفاق نہیں لے لیکن اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ مودودی
 صاحب کو معیارِ حق سمجھنا، تنقید سے بالاتر یقین کرنا اور اس کی ذہنی غلامی
 میں مبتلا ہونا (بقول مودودی صاحب) سراسر خلافتِ اسلام ہے لہذا
 پوری جماعتِ اسلامی کو اپنے اسلام کا فکر کرنا چاہیے کیونکہ مودودی صاحب
 کے ملاحوں کی زبان پر یہ جملہ تو بہر وقت رہتا ہے کہ مودودی صاحب
 بین الاقوامی عالم ہیں۔ ان کی بات کو سمجھنا سب آدمی کا کام نہیں ہے۔

تاثرِ یسے خود میسلہ فرمایں کہ کیا یہ بات کہنا مودودی صاحب کو
 معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر سمجھنا اور اس کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا
 نہیں تو اور کیا ہے؟
 اس مختصر تبصیر کے بعد اب اصل مقصد کی طرف آئیے۔ وہ یہ ہے کہ
 قرآن و حدیث کا انکار کئے بغیر کوئی شخص جماعتِ اسلامی کا
 رکن نہیں بن سکتا،

ثبوتِ ملاحظہ ہو۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں،

دستورِ اسلامی

عقیدہ

جماعتِ اسلامی کا بنیادی عقیدہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

۱۔ اس بات پر اِشَادِہ اللہ ایک مستقل جال میں بحث کی جائے گی۔

ہے یعنی صرف اللہ ہی ایک الہ ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں ، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔

تشریح

اس عقیدے کے پہلے جز یعنی اللہ کے واحد ہونے اور کسی دوسرے کے الٰہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب کا خالق ، پروردگار ، مالک ، مدبر اور حاکم صرف اللہ ہے ان میں سے کسی حیثیت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے اس حقیقت کو جاننے اور تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ انسان اللہ کے سوا کسی کو دلی و کارساز حاجت روا اور مشکل کشا فریاد رس ، حامی و ناصر نہ سمجھے کیونکہ کسی دوسرے کے پاس کوئی اقتدار ہی نہیں ہے ۔

۲۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے ۔ کسی سے تقویٰ اور خوف نہ کرے ۔ کسی پر توکل نہ کرے کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے کیونکہ تمام اختیارات کا مالک وہی اکیلا ہے ۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگے کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے کسی کو مدد کے لیے نہ پکارے کسی کو خدائی استغاثات میں الیا خیل اور نور آور نہ سمجھے کہ اس کی سفارش سے قضاۓ الٰہی مل سکتی ہو کیونکہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں ۔ خواہ

وہ فرشتے ہوں یا انبیاء اولیاء۔

۴۔ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکائے کسی کی پرستش نہ کرے، کسی کو نذر نہ دے کسی کی نیاز مندی نہ اختیار کرے کیونکہ تہا وہی عبادت کا مستحق ہے۔

۵۔ اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ، مالک، الملک، مقتدر اعلیٰ نہ تسلیم کرے کسی کو با اختیار خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہ سمجھے کسی کو تشاریع اور قانون ساز نہ مانے اور ان تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز مالک اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے اس کے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا۔
(موسوی صاحب کی عبارت تمام ہوئی)

کلمہ طیبہ

کلمہ طیبہ کی تشریح کا بیشتر حصہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک پوری دُنیا نے اہل سنت میں سے کسی نے بھی یہ تشریح نہیں کی۔ نیچے

طہ ترجمان القرآن ربيع الاول ۱۴۲۵ھ ۱۴ ماہ صفر ۱۴۲۵ھ ۱۴۲۵ھ

ملاحظہ فرمائیے۔

سب سے پہلے قارئین حضرات یہ بات خوب ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حقیقی ذاتی ہیں۔ کسی کی عطائیں۔ اور مخلوق میں جتنی صفات پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب عطائی ہیں۔ کسی کی ذاتی نہیں۔

مثلاً۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے انسان بھی سمیع و بصیر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سمیع و بصیر ہونا حقیقی ذاتی ہے اور انسان کے متعلق فرمایا گیا ہے۔
جَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا۔

لہذا انسان کا سمیع و بصیر ہونا عطائی ہے۔
اللہ تعالیٰ صفت الوہیت میں ہی واحد ہے کیونکہ یہ ہی ایک ایسی صفت ہے کہ کسی مخلوق میں کسی حیثیت سے بھی نہیں پائی جاسکتی نہ حقیقی ذاتی نہ عطائی۔

اور مجازاً بھی لفظ اللہ کا اطلاق مخلوق کے کسی بھی فرد پر نہیں ہو سکتا۔ مبودیت کے علاوہ جو صفات مودودی صاحب نے شمار کی ہیں۔ حقیقی اور ذاتی طور پر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ان سے مُتَّعِف ہے۔ لیکن عطائی اور مجازی طور پر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بھی ان سے مُتَّعِف ہیں۔

مودودی صاحب چونکہ بین الاقوامی مولوی ہیں۔ لہذا ان کے علم

کاغزانہ اس مذکورہ تقسیم سے بالکل خالی ہے۔ ورنہ علی الاطلاق یہ احکام جاری کر کے اپنی جماعت کے ایمان میں خلل نہ ڈالتے۔

مودودی صاحب نے چھ جلدیں قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر اس کا نام "تفسیر القرآن" رکھ دیا۔ حالانکہ یہاں تو انہیں ہی مغفود ہے اور تفسیر کیسی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس مقام پر بھی اپنے متعلق واحد یا احد کا لفظ استعمال فرمایا ہے وہاں ساتھ لفظ اللہ ہے۔ یہ لفظ الرب ہے باقی کسی صفت کے ساتھ احدا یا واحد کا استعمال نہیں فرمایا۔

ابھی ہم جماعت اسلامی کے بنیادی عقائد کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھتے ہیں۔

www.Ishaat-ul-Islam.net

مودودی صاحب کا عقیدہ

قرآن مجید کا ارشاد

ان الله کے سوا کسی

اِنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

کو ولی و کار ساز جماعت روا

وَالَّذِينَ آمَنُوا

اور شکل کشا، فریادرس اور

آمَنُوا

حالی و ناصر نہ جانے۔

مترجمہ، متبادرے ولی مرف

اللہ اور اس کا رسول

اور اولیاء کرام ہیں۔

۱۰ پ پ اللہ آیت ۵۵ نہ فوج ۱۲ آمَنُوا کا ترجمہ اولیاء کرام اس لیے

(باللہ علیہ الخیر)

اہل علم پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، حامی و ناصر یہ الفاظ بظاہر اگرچہ مختلف ہیں، لیکن ان کا مدلول اور مفہوم ایک ہی ہے اور لفظ ”ولی“ ان سب کو شامل ہے کیونکہ ولی کا معنی لغوی طور پر دوست اور مددگار ہے۔

الْوَلِيُّ ۖ اَلْمُحِبُّ وَالْمُتَّقِي ۚ اَلْمُؤْتَمِنُ ۚ

یعنی ولی کا معنی محبت رکھنے والا۔ دوست، مددگار۔

مشاہد القادر محدث دہلوی نے ولی کا معنی کارساز ہی کیا ہے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”اے ایمان والو! اللہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاءہ

تمہارے ولی، مددگار، کارساز، فریاد رس حامی و ناصر ہیں۔

لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ

”انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی، مددگار، کارساز، فریاد رس

حامی و ناصر نہ سمجھے۔“

لہذا یہ قرآن مجید کی نص صریح کا انکار ہے۔

بقیہ اشیا، کیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی مومن کی فضیلت بیان ہوئی ہے وہاں

پہلے کمال ہی مراد ہے۔

۱۔ کاموں جلد ممت ۲۔ مومنین القرآن ص ۱۳۵ سطر ۱۴

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روق کا عقیدہ

ابو امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ
ملاحظہ فرمائیں :-

حدیث شریف میں ہے :-
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُتَوَكَّلُ
بِاللَّهِ مِنْ تَعْصِلَةٍ لَيْسَ فِيهَا الْبُخْسُ ر. ه
ترجمہ :- حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ
مشکلات میں اللہ کی پناہ پکڑتے تھے جس وقت حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ پاس نہ ہوتے۔

مولانا ابوالحسن حسن کا کوروی لکھتے ہیں :-
” حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ اے
ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے
پاس نہ ہوں یہاں سے ظاہر ہے کہ علی مرتضیٰ کا لقب ”مشکل کشا“
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے نکالا گیا ہے جس کا
ظہور اب تک چھلا آتا ہے :-“

اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو مشکل کشا سمجھنا کلمہ طیبہ کے لوازمات کے خلاف ہے جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فیصلہ ہوگا؟

(نعوذ باللہ من دستور جماعت اسلامی)

۱۹۶۵ء کی جنگ لڑنے والے فوجی میدان جنگ میں یا علی کا نعرہ ہی لگاتے تھے اور ان فوجیوں سے آج بھی دریافت کیا جاسکتا ہے کہ یا علی کے نعرے کا کیا اثر پڑتا ہے۔ اس نعرے کا اثر یہ پڑتا تھا کہ مخالف سب کچھ میدان میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔

کیسا مودودی صاحب ان فوجی جوانوں پر بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر کر سکتے ہیں جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا سمجھ کر آپ کا نعرہ لگاتے تھے۔

قرآن مجید
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔
اللہ کے سوا کسی کو نفی یا نقصان
پہنچانے والا نہ ہے۔

وَاللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَىٰ نَبِيِّكَ
ترجمہ: مسلمانوں پر کمال مہربان۔
وَمَا كَانَ لِنَبِيِّكَ اِلَّا يَنْصِتَ لِلْعَالَمِينَ

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں مذہب یا مگر رحمت

سارے جہان کے لیے۔

۱۴ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ

بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں

پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

کیا کسی ایماندار کا یہ نظریہ ہو سکتا ہے کہ رؤف و رحیم اور رحمت
للعالمین کی ذاتِ مقدرہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نفع نہیں اور وہ نعمت
عظمیٰ جس کا احسان جتلا یا گیا ہے بالکل بیکار ہے۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

عارفِ صاوی کی تشریح

عارفِ صاوی حاشیہ جلالین شریف میں لکھتے ہیں:

مَنْ نَعِمَ أَنْ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَحَادِ

النَّاسِ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا أَضَلًّا

وَلَا نَفْعَ بِهِ لِمَنْ ظَاهِرًا وَلَا

بَاطِنًا قَوْلُ كَافِرٍ۔

جس کا یہ گمان ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم عام انسانوں کی مانند ہیں

بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ

ہی ان سے ظاہری و باطنی کوئی

نفع ہے وہ مسلمان نہیں۔

۱۵ سورة آل عمران آیت نمبر ۱۴۷ تہ تفسیر صاوی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵

وانما تكلّمه طيبه يسه مودودي صاحب
نے جو لکھا ہے کہ

”کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے کیونکہ تمام اختیارات کا
مالک و ہی اکیلا ہے“

میں کہتا ہوں کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام ایمانداروں
کی امید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام تو یہ امید لگائے ہوئے ہیں کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
روزِ حشر اُن کے حق میں گواہی دے کر اُن کو بڑی الذمہ کریں گے اور
تمام مومنین یہ امید وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ روزِ حشر ہمارے آقا و
مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ضرور ضرور شفاعت فرمائیں گے۔
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومنین کی اس مذکورہ امید کی وابستگی کا انکار
سوائے جاہل اور گمراہ کے کسی کو بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ
کافروں اور منافقوں کو آپ سے کوئی امید وابستہ نہیں ہے۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ :

”اللہ کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگئے“

جواب :-

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ دُعا مانگنے کا معنی سوال کرنا
ہے عربی کی کوئی بھی لغت اٹھا کر دیکھ لیا جائے۔ لہذا مودودی صاحب

کہ قرآن یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ کے سوا انسان کسی سے کوئی سوال نہ کرے
یعنی کسی سے کچھ نہ مانگے اگر مودودی صاحب کا یہ قول صحیح اور درست
ہے اور ان کا اپنے قرآن کے مطابق عقیدہ بھی درست ہے تو یہ باتیں
کہ ہر سال جماعت اسلامی والے لوگوں سے قربانی کی کھائیں کیوں
مانگتے ہیں یہ بات کوئی چٹھی ہوئی نہیں ہر سال اشتہاروں کے ذریعے
عوام سے کھاؤں کا سوال کیا جاتا ہے کیا اس وقت اللہ کا الٰہ واحد ہونا
مقبول جاتا ہے اور کلمہ طیبہ کی تشریح ذہن سے نکال دی جاتی ہے
اگر ایسا نہیں تو کیا عوام جماعت اسلامی کے نزدیک اللہ ہی کی حیثیت
رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے مودودی صاحب اس کا جواب تازہ نگ
نہیں دے سکیں گے کسی سے سوال کرنے کے متعلق ہم نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ارشاد نقل کر دیتے ہیں۔

عَنْ ابْنِ الْفَرَّاسِ أَنَّ الْفَرَّاسِيَّ
قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا وَانْ كُنْتَ لَا مُبَةَ مَا سَأَلَ
الصَّاحِبِينَ ۔ ۱

ابن فراسی اپنے باپ فراسی سے
نقل کرتے ہیں کہ اُس نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
عرض کی میں سوال کر لیا کروں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناؤ اور اگر
مانگے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو صالحین
سے مانگ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو صالحین سے سوال کرنے کی اجازت فرما رہے ہیں۔ اور مودودی صاحب کہتے ہیں اللہ کے سوا کسی سے نہ مانگنا چاہیئے۔

کلمہ طیبہ کے لوازمات میں مودودی صاحب
نے فرمایا ہے ؛
”کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے“

جواب

ہمارا تو پہلے ہی سے یہ جزم ہے کہ نام نہاد جماعت اسلامی کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ باقی رہی امت محمدیہ ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے ؛

أَمَّا فَسَتْهُ الْمُسْلِمِينَ ۔

شارعین نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے ؛

أَحْتِمْ لِمَنْ جَاهَهُمْ

یعنی ایمانداروں کی جائے پناہ

لہذا تمام اہل اسلام کا سوائے ابن عبدالوہاب کی ذریت کے

یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے لیے جائے پناہ
ہیں اور قرآن کریم بڑے زور شور سے مسلمانوں کے اس عقیدے کی
شہادت دے رہا ہے۔ فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُ أَنْتَ فِيْقَدْ
ترجمہ: اے محبوب! آپ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو
عذاب دینے والا نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اعلان نبوت سے
لے کر قیامت تک جو عذاب استعمال نہ کبھی آیا ہے اور نہ ہی آئے
گا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مخلوق حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ
میں ہے۔

www.Ishaat-ul-Uloom

مودودی صاحب کا کہنا کہ

”کسی کو خدائی انتظامات میں ایسا دخل اور زور اور بھی نہ
سمجھے کہ اس کی سفارش سے قصائے الٰہی ٹل سکتی ہو کیونکہ
خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ
فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء۔

میں کہتا ہوں کہ

مودودی صاحب! جو شخص زور آور ہوتا ہے وہ سفارش نہیں کرتا

نہ پاپا لکھ آیت ۳۳ نہ یعنی ایسا عذاب جس سے اللہ تعالیٰ بے ایمانوں کی بچائی کر دیتا ہے۔

بلکہ اپنی زور آوری کی بناء پر حکم دیتا ہے۔

سفارش تو حاکم کے ساتھ تعلقات کی بناء پر ہوتی ہے وہ بھی صرف محبوبانہ تعلق ہی ہے۔

مسلمان کسی کو ایسا زور آور نہیں سمجھتے جیسا کہ مودودی صاحب کا خیال ہے بلکہ اہل اسلام کا تو یہ عقیدہ ہے کہ محبوبان و مقبولان ہارگاہ خداوندی کی سفارش ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے قضاۓ الہی ٹل سکتی ہے۔

لیجئے حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے :

جب آدم علیہ السلام کے سامنے آپ کی اولاد پیش کی گئی تو آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھ کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔

ہدیث قبلہ: اِیُّ رَجُلٍ کُنْتُ - اے میرے رب داؤد کی کتنی

جَعَلْتَ عُمْرَهُ قَالَ سِتِّینَ - عمر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ

سَنَةً۔ قَالَ رَبِّ نِدَّ مِنْ عُرَّتِیْ - سال۔ آدم نے کہا اے میرے رب

اَزَلَعْتِیْ سَنَةً فَتَنَّا الْفَقْرُ عُمْرُ - میری عمر سے اسے چالیس سال اور

اَدَامَ اِلَّا اَزَلَعْتِیْ جَاءَهُ سَلَكُ الْکُرْبِیْ - عطا فرما جب آدم علیہ السلام کی عمر

فَقَالَ اَدَامُ اَوَلَمْ یَتَّقِ مِنْ عُرَّتِیْ - کے چالیس سال باقی رہ گئے تو

اَزَلَعْتِیْ سَنَةً؟ فَتَالَ - ملک الموت آمو جو ہوئے آدم نے کہا

اَدَلَفْ تَعْطِیْهَا اِبْنَتُکَ - کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی

دَاوُد۔ لے - نہیں؟ فرشتہ نے کہا کیا آپ نے

یہ چالیس سال اپنے بیٹے واؤد
کو نہیں دے دیئے تھے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مقبولان بارگاہِ خداوندی کی
سفاکش سے قضا ئے الہی مل جاتی ہے قضا ئے الہی میں آدم علیہ السلام
کی جتنی عمر تھی آپ کی سفاکش سے چالیس سال کم ہو کر واؤد علیہ السلام
کی چالیس سال عمر بڑھ گئی۔

حدیث نمبر ۲

یحییٰ بن عبد الرحمن بن لیب سے
انہوں نے اپنے باپ سے
اور ان کے باپ نے ان کے
واؤد سے روایت کی ہے کہ کہا
کہ سعد نے دعا کی اور یہ کہا اے
میرے رب میرے لڑکے چھوٹے
چھوٹے ہیں میری موت میں اتنی
تاخیر کر کہ وہ بالغ ہو جائیں اللہ تعالیٰ
نے اس کی موت میں میں سال
تاخیر کر دی۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
تَبْنِ الْبَيْتَةِ عَنْ أَبِيهِ
مَنْ جَدَّهِ قَالَ دَعَا سَعْدُ
ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ
فَقَالَ يَا رَبِّ إِنِّي لِنَا
بَسِينٍ صَغَارًا فَأَخْزِ
عَنِّي الْمَوْتَ حَتَّى
يَبْلُغُوا أَفْخَرُ عَشْرَةِ
الْمَوْتِ عَشْرِينَ سَنَةً
أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَدَى

کیا اب بھی کوئی سچا مسلمان یہ عقیدہ رکھے گا کہ مقبولان بارگاہِ خداوندی کی سفارش سے قصائے الہی نہیں مل سکتی۔

مودودی صاحب کا قول کہ
”کسی کو نذر نہ دے کسی کی نیاز مندی اختیار نہ کرے“

میں کہتا ہوں کہ
نذر دینے کے لغوی معنی پیشکش اور تحفہ دینا ہے
اور نیاز مندی کا معنی ہے محتاجی
لہذا مودودی صاحب کے قول کا معنی یہ ہوا کہ کسی کو تحفہ و نذرانہ نہ دے اور کسی کا محتاج نہ بنے

پہلی بات کہ
”کسی کو نذرانہ تحفہ نہ دے“

کی تردید از روئے قرآن مجید
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

اے ایمان والو۔ جب تم رسول اللہ

مَا جِئْتُهُمُ الرَّسُولَ فَنَدُّوا
بَيْنَكَ يَدِي فِي شَيْءٍ لَكَ صَافَّةٌ لَهُ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مناجات کا
ارادہ کرو تو پہلے کچھ بطور نذرانہ پیش
خدمت کر دیا کرو۔

اگر اس حکم کی فرضیت ختم ہو چکی ہے تاہم استجاب تا قیامت باقی
ہے اور اس پر اہل سنت و جماعت کا پورا پورا عمل ہے۔ اپنے بزرگوں
سے ملاقات کے وقت حسبِ توفیق نذرانہ ضرور پیش کرتے ہیں اور
اس کی سند یہ بھی مذکورہ بالا آیت مبارکہ ہے۔

مودودی صاحب کی دوسری بات کہ

اپنے کسی کا محتاج نہ سمجھے کارو

میں کہتا ہوں کہ اس بات کی تردید میں قرآن و سنت کے دلائل
نفل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ ایک بدیہی بات ہے کہ صحابہ کرام
حصولِ ہدایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج تھے۔

ان کے بعد ہر پیچھے آنے والا حصولِ ہدایت میں اپنے پہلوں
کا محتاج رہا ہے۔ کیونکہ دین اسلام ایک متواتر دین ہے بعد میں آنے

دلوں میں سے جس نے بھی پہلوں کی نیاز مندی کو ترک کیا تو اس دور کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ گمراہ ہی مر گیا ہے ہدایت نصیب نہ ہو سکی۔

مودودی صاحب کا قول کہ

اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ، مالک الملک، مقتدر اعلیٰ تسلیم نہ کرے کسی کو با اختیار خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہ سمجھے کسی کو شارع اور قانون ساز نہ مانے اور ان تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز ملک اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے اس کے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا۔

میں کہتا ہوں کہ

قرآن مجید اور احادیث پاک مذکورہ بالا باتوں کو قبول نہیں کرتے بلکہ ان کی تردید کرتے ہیں۔ لیجئے کیجئے۔

آیت نمبر

مَنْ يَمْلِكُ اللَّهُمُّ مَالَكَ
النَّاسِ تَوَلَّى الْكَفَّ

آپ کہہ دیں اے اللہ تو ملک کا
ملک ہے جسے چاہے تو ملک

مَنْ تَشَاوَرَهُ ۝ عطا کرتا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر مالک الملک ہے اور جسے چاہے وہ ملک عطا کرتا ہے اور جسے وہ عطا کرتا ہے وہ بھی عطائی طور پر مالک ہوتا ہے۔

اولاد ابراہیم علیہ السلام کے ملک عظیم کا ذکر

آیت نمبر ۲

فَعَدَّ أَسْنِينَ آلِ إِِبْرَاهِيمَ ۝ بے شک ہم نے اولاد ابراہیم
انكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۝ آمَنَّا ۝ (علیہ السلام) کو کتاب اور حکمت
هَسْرَتُنَا عَظِيمًا ۝ عطا کی اور ان کو ملک عظیم عطا کیا۔

حضرت طاووتؑ کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۳

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ كَلْبًا ۝ بے شک اللہ نے طاووت کو
طَائِفَتَ مَلِكًا ۝ تم پر بادشاہ بنا کر بھیجا۔

آیت نمبر ۴

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ كَلْبًا ۝ بے شک طاووت کی سلطنت

۱۔ اہل مران آیت نمبر ۲ سے ۵۴ آیت ۵۴ سے پہلے البقرہ آیت ۲۴

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ تَكُونُ
مَكِينَةً مِّن رَّبِّكَ قُلْ لِّئَلَّا
كُنْ نَاشِئَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت داؤدؑ کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۶ :

قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَكَانَ
أَمْرُهُ الْمُتَكِنَ ۚ

داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور
اللہ نے اُسے (داؤد کو) ملک
عطا فرمایا۔

آیت نمبر ۷ :

وَسَدَدْنَا نَاصِيكَ قُلْ لِّئَلَّا
تَكُونَ مَكِينَةً

ہم نے اُس (داؤد) کی سلطنت
کو مضبوط کیا۔

حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۸ :

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي
مُلْكًا لَّيَسَّيُنَّ لِأَعْدَائِي
إِسْلَامًا ۚ

سلیمان نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے
بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما
کہ جیسی میرے بعد کسی کو نہ ملے
بیشک تو بہت زیادہ بخش کرے گا

سورہ صافات ۱۲۸ آیت ۲۸۸ سے پھر آیت ۲۵۱ تک
سورہ صافات ۲۵۱ آیت ۲۸۸ سے پھر آیت ۲۵۱ تک

جسے پس ہم نے ہوا اس کے تابع کر
دی کہ اس کے حکم سے چلتی تھی۔

آیت نمبر ۸:

هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْتَنِعْ
اَوْ اَشْرِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ
یہ ہماری عطا ہے اب چاہے تو
احسان کرے یا روک کر سچہ پر کوئی
حساب نہیں۔

نوٹ:۔ اس آیت نمبر ۸ سے ثابت ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا ملک
عطا فرماتا ہے وہ اپنے عطائی ملک میں باختیار ہوتا ہے بے اختیار
نہیں ہوتا جیسا کہ مودودی صاحب کا گمان ہے کہ

وہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت میں خواہ وہ
فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء

آیت نمبر ۹:

كَاتَّبَعُوا مَا تَسْلُو الشَّيَاطِينُ
عَلَىٰ مِلَّةِ سُلَيْمَانَ
اور پیچھے لگے اس کے جو شیاطین
پڑھتے تھے سلیمان کی سلطنت
کے زمانے میں۔

حضرت یوسفؑ کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۱: رَبِّ هَذَا صَبَاحٌ
اے میرے رب بے شک تو

۱۲ ص آیت ۲۹ ۱۲ ص البقرہ آیت نمبر ۱۰۲

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ تُوْنِے مجھے ملک عطا کیا ہے۔
 قرآن مجید کی یہ دس آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے۔ اپنے بندوں کو ملک عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے
 چونکہ اللہ تعالیٰ مالک الملک با اختیار ہے لہذا جسے وہ ملک عطا کرتا
 ہے اسے اختیار بھی دیتا ہے۔ بے اختیار تو مالک ہی بے کار ہے۔

یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر تھا

اب ولی اللہ کا اختیار ملاحظہ ہو

حضرت سکندر ذوالقمرین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 "اِنَّ کَاۡمِلًا یَّکُوْنُ اِیۡسٰی قَوْمَ سَہۡجَا جَوَابِلُ وَصَفٰی اُوْرۡرَہٗ رَہۡنَہٗ حَتّٰی تُوْہِمَ نَے کہا۔"

آیت نمبر ۱۱

کُنَّا یَاۡذٰی اِنۡی الْفَرٰہِیۡنِیۡہِ ہِم نے فرمایا! اے ذی الفریہین
 اِمَّا اَنْ تُعٰذِبَ وَ اِمَّا ہِم نے تجھے اختیار دیا ہے چاہے
 اَنْ تَسَخِّرَہٗ فِیۡہِ مَحَنَآہِ تُو ان کو عذاب دے چاہے ان
 سے حُن سلوک کر۔

مودودی صاحب نے کلمہ طیبہ کے جو
 لوازمات بیان کئے ہیں ان پر یقین
 رکھتے ہوئے قرآن کریم کی صریح آیات
 کا انکار لازم آتا ہے۔ اگر قرآن مجید پر
 یقین رکھا جائے تو مودودی کے بیان
 کردہ لوازمات کلمہ کا انکار ضروری
 ہے۔

لیکن مودودی صاحب کو تو اپنے بیان کردہ من گھڑت لوازمات
 کلمہ طیبہ کا اس قدر التزام ہے کہ وہ ان کے اقرار کئے بغیر کسی کو
 ”جماعت اسلامی“ کی رکنیت ہی نہیں بخشتے۔
 مودودی صاحب کہتے ہیں:

”ہر وہ شخص خواہ وہ عورت ہو یا مرد خواہ وہ کسی قوم یا نسل سے
 تعلق رکھتا ہو خواہ وہ دنیا کے کسی حصے کا باشندہ ہو جو عقیدہ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کو اس کے پورے
 مفہوم کے ساتھ سمجھ کر شہادت دے کہ یہی اس کا عقیدہ ہے
 وہ جماعت اسلامی کا رکن ہو سکتا ہے اس شہادت کے علاوہ (سوا)
 اس جماعت میں داخل ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔“

نہ جس کتاب کے شروع میں مضمون پر لکھا گیا ہے۔

اس جماعت میں کوئی شخص محض اس مفروضہ پر شامل نہیں ہو سکتا کہ جب وہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے اور اس کا نام مسلمانوں کا سا ہے تو ضرور مسلمان ہوگا اسی طرح کوئی شخص کھڑے کھڑے سمجھے بوجھے محض زبان سے ادا کر کے بھی اس جماعت میں نہیں آ سکتا۔

اس دائرے میں آنے کے لیے شرط لازم یہ ہے کہ آدمی کو کھڑے کھڑے کے معنی اور مفہوم کا علم ہو وہ جانتا ہو کہ اس کلمہ میں نفی کس چیز کی ہے اور اثبات کس چیز کا اور اس نفی اور اثبات کی شہادت دینے سے اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ شہادت اس کے طرز خیال اور طرز زندگی میں کس قسم کے تغیر کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے بعد جو شخص اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کی جرأت کرے وہی جماعت اسلامی

میں داخل ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ پیدائشی غیر مسلم
ہو اور ابتداءً یہ شہادت ادا کرنے یا پیدائشی
مسلمان ہو اور از سرخو ایمان لائے۔
 مودودی صاحب کی جس عبارت پر ہم نے خط کھینچا ہے وہ
 خوب قابلِ غور ہے جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ
 جماعت اسلامی میں داخل ہونے سے

پہلے پیدا الٹی مسلمان بھی بے ایمان ہی
 ہوتا ہے اور از سر نو ایمان لا کر جماعت
 کی رکنیت اختیار کر سکتا ہے۔

یہ ہیں جناب مودودی اور اُن کی
 ”جماعت اسلامی“

جو شخص بھی ذرا غور کے ساتھ اس رسالہ کا مطالعہ کرے گا اس پر
 یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ

جماعت اسلامی کی بنیاد قرآن و حدیث کے
 انکار پر رکھی گئی ہے۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

(وَمَا عَلَيْنَا الْإِسْلَامَ الْبَیِّن)

(حصہ دوم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ وَنَعَسَىٰ عَلٰی ذٰلِکَ الْکَرِیْمِ
وَآخِصَابِهِ اَجْمَعِیْنَ۔

قارئین کرام!

موردی صاحب نے کلمہ طیبہ کے پہلے جُز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تشریح میں اپنے جو عقائد و نظریات لکھے ہیں اور ان کا پابند ہونا جماعت اسلامی کی رکیزیت کے لیے شرط رکھا ہے ان عقائد اور نظریات کی تردید اذروئے قرآن و حدیث آپ حضرات کی خدمت میں بصورتِ رسالہ بنام

جماعت اسلامی کے دستور کا تنقیدی جائزہ

(حصہ اول)

پیش کی جا چکی ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ جماعت اسلامی عقائد اور نظریات میں ابن عبد الوہاب نجدی " اور " اسماعیل دہلوی " (صاحب تنویر الایمان) کی پیروی کا رہے۔

کلمہ طیبہ کے دوسرے جز یعنی

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا جو مطلب اور مفہوم مودودی صاحب نے بیان کیا ہے اس میں سب

سے زور دار اور آخری بات یہ ہے کہ

۱۔ رسول خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے۔

۲۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔

۳۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہوئے۔

مودودی صاحب نے مذکورہ بالا تینوں جملوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی رسالت پر ایمان لانے میں داخل کیا ہے گویا کہ ان مذکورہ باتوں

پر ایمان نہ رکھنے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ہی منکر ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ ان مذکورہ باتوں پر یقین رکھنے والا قرآن کریم

اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منکر ہے۔

دلائل ملاحظہ فرمائیے :

اللہ تعالیٰ نے ہر نذی کو حکم دیا ہے کہ عین حالت نماز میں میرے حضور یہ عرض کرے۔

إِنَّمَا الْبِرُّ رِضًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا ۚ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ ۚ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ ۚ

ترجمہ : (اے اللہ) ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ اُن

(لوگوں) کا جن پر تیرا انعام ہوا۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام والے لوگ
صرف رسول ہی ہیں یا کوئی اور بھی؟
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا مِنْ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ۔ ۱۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء، صدیقین، شہداء اور
صالحین پر۔

قرآن کریم کی نص قلمی سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں
کو اس بات کا تکلف کیا ہے کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی
راہ پر نہ صرف کوشش ہی کریں بلکہ ان ہی لوگوں کے راستہ پر
گامزن ہوں۔

اب یہی حق ہے کہ جماعت مودودیہ سے پوچھیں کہ انبیاء،
صدیقین، شہداء اور صالحین اگر معیارِ حق نہیں تو ان کے راستے پر چلنے
کا حکم کیوں؟ اگر معیارِ حق ہیں تو تنقید سے ہلا کر کیوں نہیں۔
یقیناً یہ چاروں قسم کے افراد معیارِ حق ہیں اور تنقید سے بالاتر ہیں۔
باقی را مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ،

”کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو“

میرے کہتا ہوں کہ جب تک دل و دماغ کسی کے غلام نہ ہوں
اعضا اس کی غلامی تسلیم ہی نہیں کرتے لہذا مودودی صاحب نے
رسالت پر ایمان لانے کی جو تشریح کی ہے اس کی حیثیت کو ڈاکٹر کٹ
سے زیادہ کچھ بھی نہیں اور اس تشریح کو مکمل طبیعت کے مفہوم سے دُور کا
مبھی تعلق نہیں۔

اسی لیے مودودی صاحب نے اپنی اس من گھڑت تشریح کو
عمل جامہ پہناتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اولیاء و مجددین
کو بدعت تنقید بنایا ہے۔

مودودی صاحب کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ پوری کی پوری
خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ پر تنقید ہے اور دیگر اولیاء و مجددین
اپنی کتاب ”تجدید و احیائے دین“ میں تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

دلائل ملاحظہ ہوں اس بات پر کہ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء اربعہ
معیاری حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔

آیت منبرا :

اللہ تعالیٰ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے :

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آتَيْنَاكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ فَقَدْ آتَيْنَاهُمْ

ترجمہ : اگر لوگ تمہاری مثل ایمان لائیں تو بدلت یافتہ ہونگے۔

آیت نمبر ۵:

وَلَكُمْ اِلٰهُكُمْ اَحَدٌ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ وَرَبُّكَ فَخَرٌ
مَلٰٓئِكَةٌ كُنُودٌ ۚ عَلٰى السَّيِّئَةِ الْكَفْرِ وَالْعُنُوْدِ
وَالْعِصْيَانِ ۚ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایمان کی محبت تمہارے دلوں
میں ڈالی ہے اور تمہارے دلوں کو ایمان سے مڑنے کیا
ہے اور متنفر کیا ہے تم کو کفر، فتنہ اور عصیان سے۔
اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ کوئی صحابی کفر، فتنہ اور
نافرمانی کو پسند نہیں کر سکتا اس سے زیادہ میاں بہایت اور تنقید سے
بلا تری اور کیا ہوگی۔
ناظرین کرام! آپ یاد رکھیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وہ
عظیم شخصیتیں ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
کوئی تنقید نہیں کی تو پھر چودھویں صدی کے سیاسی لیڈر کے پاس
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کے جواز کی کون سی دلیل
قرآنی اور حدیث نبوی ہے۔

چیلنج

موردوی صاحب اور ان کے پورے جتنے کو چیلنج ہے کہ اگر

۱۔ حجرات آیت نمبر

کوئی آیت یا کوئی ایک حدیث صحیح پیش کر دیں جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی خامیاں بیان کی ہوں تو سب سے پہلے بندہ راقم الحروف اپنے عقائد سے توبہ کر کے مودودی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لے گا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ عَالِمُ السِّرِّ
وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجَنَّةُ ۚ أَعَدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔

فقیر راقم الحروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تعریف میں، آیات قرآنیہ پیش کر سکتا ہے لیکن بخوف طوالت ان پانچ آیات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ ایمان والو! قرآن مجید کے تو ایک لفظ کا انکار بھی کفر ہے۔

ابھی سینے: دین کی تجدید کرنے والے اولیاء اللہ کا مسئلہ۔

حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ
كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ نَبِيًّا يَحْيِيهِمْ وَيُجَدِّدُ لَهُمْ دِينَهُمْ۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سرے پر اس امت کے لیے ایک ایسا انسان بھیجے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔

یہ حدیث شریف مسند حسن بن سفیان اور مسند بزار اور معجم اوسط طبرانی، کامل ابن عدی، مستدرک حاکم، حلیۃ ابو نعیم اور مدخل بیہقی میں بھی موجود ہے حاکم نے مستدرک میں اس کی تصحیح بھی کی ہے۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت پر اللہ تعالیٰ کے ایک انعام کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اب سلسلہ نبوت ختم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ ہر صدی کے آخر پر ایک ایسے شخص کا پیدا فرمانا اپنے ذمہ لیا ہے کہ متوال میں دین کے اندر آئی ہوئی خرابیوں کا ازالہ کر کے دین کو پھر نئے سرے سے نکھار دے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیدا ہونے والا مجدد کمال ہو گا یا ناقص؟ ہر فی ثور انسان جانتا ہے کہ ناقص چیز کا احسان نہیں جتایا جاتا ہے ہر صدی پر مجدد کے آنے کا مقصد بھی حاصل ہو سکتا ہے اور اس کا پورا پورا فائدہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجدد کمال ہو اور تجدید دین بھی کمال کرے ورنہ مجدد کا آنا ہی بیکار رہے لیکن مودودی صاحب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہوئے تمام آنے والے مجددین پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کمال مجدد کا مقام ابھی خالی ہے مودودی صاحب کا قول ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

”تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کمال پیدا نہیں ہوا قریب تھا عمر بن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے مگر وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے ان کے بعد

جتنے مجدد پیدا ہوئے ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص
شعبہ یا چند شعبوں میں ہی کام کیا ہے مجدد کامل کا مقام
اب تک خالی ہے۔

حضرات! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں صد سالہ مجدد دین
کی تجدید کرے گا اور مودودی صاحب کہتے ہیں کہ دین کی کامل تجدید
کسی مجدد سے نہ ہو سکی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا نہیں تو اور
کیا ہے؟

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جن کو امت نے خلیفہ راشد کے لقب
سے نوازا ہے اور اگر وہ بھی تجدید دین میں فیل ہو گئے تو اور کس کی مجال ہے
کہ کامل مجدد ثابت ہو سکے ہم کو تو حیرانی ہے کہ جو شخص کامل طور پر
تجدید دین نہ کر سکے وہ مجدد کہلانے کا حقدار کیوں کر ہو سکتا ہے۔
اب ہم ان ائمہ دین کے اسماء گرامی کا ذکر کرتے ہیں جن کے
مجدد دین ہونے پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتفاق ہے۔

مجدد حضرات کی فہرست

پہلی صدی کے مجدد بالاتفاق حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

دوسری صدی کے مجدد :- بالاتفاق حضرت امام

ؒ تجدید و احیائے دین ص ۳

ؒ مصلح مجدد سے (۱۰۰ سال بعد آنے والا مجدد ہے۔ (ادھر)

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تیسری صدی کے مجدد : قاضی ابوالعباس ابن شریح
شافعی اور ابوالحسن اشعری اور محمد بن جریر طبری رضی اللہ عنہم ہیں۔
چوتھی صدی کے مجدد :- ابوبکر بن باقلانی ابویلیب صعلوکی
ہیں۔

پانچویں صدی کے مجدد : حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
چھٹی صدی کے مجدد : امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
ساتویں صدی کے مجدد : تقی الدین بن دقین العید ہیں۔
آٹھویں صدی کے مجدد : زین الدین عراقی، شمس الدین
جزری اور سراج الدین بلقینی مانے گئے ہیں۔
نویں صدی کے مجدد : جلال الملک والدین حافظ عبدالرحمن
سیوطی ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد : شہاب الدین رملی اور علی بن
سلطان قاری مکیؒ ہیں۔
اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مجدد دین بھی معیار حق اور تنقید سے
بالا تر ہوتا ہے ایسے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجدد کے لقب سے نوازیں
اس شخص کو ہدف تنقید بنانا تخریب دین کے مترادف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزتِ پاک بھی میا جرق اور تنقید سے بالاتر ہے۔

آیتِ نمبر ۱

قُلْ نَذَارٌ لَّكُمْ عَلَيْكُمْ أَجْرٌ إِذَا الْمَوْتُ فِي الْقُرْبِ

ترجمہ: (تم فرماؤ) میں اس (تیلخ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ مگر قرابت کی محبت۔

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ قریب سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام اہل سنت حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی الترمذی فرماتے ہیں کہ جب اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ قرابت وار کون سے ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے آپ نے فرمایا علی، فاطمہ، ان دونوں کی اولاد۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوا کہ آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمانداروں پر واجب ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ عیوب و نقائص کے حامل افراد کی محبت واجب ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں لہذا جن پاکیزہ نفوس کی محبت اللہ تعالیٰ نے واجب فرمائی ہے وہ معیار حق بھی ہیں اور تنقید سے بالاتر بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنی آل کی تعریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصوار پر سوار خطبہ فرما رہے تھے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اُسے پکڑے رکھو گے (تو) ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ (قرآن) اور میری عزت (اہل بیعت)۔

اس کے مثل ایک دوسری حدیث شریف بھی اس صفحہ پر موجود ہے اس حدیث کے راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ دونوں صاحب ایک ہی حدیث کے راوی نہیں بلکہ زید بن ارقم والی حدیث کسی اور موقعہ کی ہے۔

دسویں صدی ہجری کے حجة و علی بن سلطان قاری مسکن حجة اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

سہ مقولہ شریف سہ

اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک ہے اور ان کو پکڑنے سے یہ مراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں ان کی حرمت کی حفاظت کریں ان کی روایات پر عمل کریں اور ان کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔

علی قاری علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا ہے اس میں اس بات کی طرف اشراہ ہے کہ جو صحیح منوں میں اور حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا اس کے عقائد اور اعمالی شریعت اور طریقت کے عین مطابق ہوں گے۔

امام اہل سنت و جماعت دین و ملت علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پاک کا کوئی فرق تاقیامت بدین اور گمراہ نہ ہوگا اور یہ بات علی قاری نے اپنی طرف سے نہیں فرمائی بلکہ فرمان رسول ہی سے اخذ کی ہے کہ جب آل پاک (علیٰ جدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) سے اتباع کا رشتہ رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا تو آل پاک کیسے گمراہ ہو سکتی ہے اس بات میں شیعہ معتقین نے بھی اہل سنت سے موافقت کی ہے۔

ابوالقاسم الرضوی القسری (شیعہ) لکھتا ہے کہ :

نطفہ نبی و علی و شیر طاہر صدیقہ
کبریٰ (فاطمہ) خاصیت و اثر عظیم
وارد کہ آل مغل بر کفر و نفاق اصرار
میرد۔ اگر فی الحقیقت از نطفہ آنها
باشد و الا فلا۔ تَبَاسُلٌ وَ تَعَقُّلٌ

ترجمہ:

نبی اور علی کا نطفہ اور فاطمہ کا دودھ ایسا
اثر عظیم رکھتا ہے کہ ان کا بچہ کفر و نفاق
پر نہیں مرتا لیکن یہ بات جب ہے کہ
ان ہی کے نطفہ سے ہو اگر ایسا نہیں تو

www.KitaboSunnat.com

اس بچہ کی یہ شان نہیں پس اسے انسان
سوچ اور سمجھ نہ

پس باتفاق فریقین ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا کوئی
فرد کافر و بدین و گمراہ نہیں ہو سکتا لہذا جو بدین گمراہ ہو کر ستید و آل رسول
کہلاتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کا معیار حق اور

تنقید سے بالاتر ہونا

ایک دن حضرت ابوذر غفاری نے خانہ کعبہ کے دروازے کو

لے السادة في اسبائة السادة ١٥١

پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے لوگو! خوب سن لو۔ تمہارے اندر میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کشتی نوح علیہ السلام پس جواں میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جوان سے دور ہوا وہ ہلاک ہوا۔

مودودی صاحب اور ان کا پورا جتنہ (گروہ) ہم کو اس بات کا جواب دے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت اور اطاعت کی کشتی میں سوار ہونا باعثِ نجات ہے اور اہل بیت اطہار تو ایمان والوں کے نجات دہندہ ہیں (بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اور تم لوگ انہیں معیارِ حق تسلیم نہ کرو اور اس نجات دہندہ کشتی پر تنقید جائز رکھتے ہوئے ان سے دور رہو تو تمہیں سوائے ہلاکت کے اور کیا نصیب ہوگا؟ اگر تم کہو کہ اس نجات دہندہ کشتی سے دور رہ کر ہم نجات حاصل کر لیں گے تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر تکذیب ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کشتی سے دور رہنے والا یقیناً ہلاک ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ بھی معیارِ حق اور تنقید سے بالا قرار ہیں۔

اگرچہ اولیاء اللہ کا معیار حق اور تنقید سے بالا تر ہو تا ازل کتاب میں بیان ہو چکا ہے لیکن اس مقام پر بالخصوص اولیائے کرام کی عظمت پر دلائل قائم کئے جاتے ہیں۔

آیۃ نبیؐ : اَلَّذِیْنَ اٰذَلِیَا عِزًّا مِّنْهُ لَا تَخُوْهُ عَنۡیۡمَہٗ
وَلَا تَخۡفَیۡنَہٗ یَخۡزُوۡنَ ۚ وَاَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کَاۡنُوۡا یَتَّقُوۡنَہٗ
توجہ دہ : خبر دار بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ ہی وہ غلبن ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی تعریف میں یہ فرما کر ولی اللہ وہی ہوتا ہے جس کے عقائد و اعمال قرآن و سنت کے مطابق ہوں ولی اللہ کی خوب پہچان کرادی ہے لہذا ولی کی پہچان خرق عادت کام کر کے دکھانا نہیں بلکہ وہ عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کا مجسمہ ہوتا ہے۔
لہذا اگر زندہ انسان کی ولایت کو جانچنا ہو تو اس کے عقائد اور اعمال کو قرآن و حدیث پر جانچ لو اگر اس کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے خلاف ہوں تو اس کے بددین اور فاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اگر کسی ایسے انسان کی ولایت کے متعلق معلوم کرنا ہو جو دنیا سے

ضعف ہو چکا ہے تو اس کی پہچان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی ہے۔

آیت نمبر ۲:

لَا تَكْفُرُوا بِالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ فِي الْمَقَالِيدِ
ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔

لہذا عامۃ الناس کے دلوں میں کسی سے محبت کرنا اس کے مومن صالح (ولی اللہ) ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایمان دار لوگوں کے دلوں میں اپنے

دوست کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

حدیث: ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے کہ بیشک فلاں میرا دوست ہے تو بھی اس سے محبت رکھ پھر جبریل علیہ السلام آسمانوں میں اس کی محبت کا اعلان کرتے ہیں اس کے بعد ان انسانوں کی محبت اہل زمین پر اتاری جاتی ہے۔

۱۔ مریم آیت نمبر ۹۶ تہ درمنثور جلد نمبر ۲ ص ۲۸۴ بحوالہ مسند عبد بن حید

بخاری مسلم، ترمذی ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردودہ سیقی
کی کتاب الاسماء والصفات یعنی آٹھ محدث اس حدیث شریف کی
تخریج کرنے والے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحیح العقیدہ عوام جسے
اللہ کا ولی کہیں اس کے ولی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

اب مردودی جتہ (گروہ) سے دریافت کیا جائے کہ جو فرد اللہ تعالیٰ
اور زمین و آسمان کی مخلوق کا محبوب ہو کیا وہ معیار حق نہیں؟ کیا اس پر تنقید
جائز ہے۔

فاظہین کرام :- ان چند اوراق میں بندہ نے یہ ثابت کر دکھایا
ہے کہ صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور دیگر اولیاء حق کی ولایت شہرت یافتہ
ہے یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و
مقبول افراد ہیں لہذا ان برگزیدہ بندوں پر تنقید کرنا، اللہ تعالیٰ اس کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرنا ہے ایسا شخص اپنے انجام کا فیملہ خود ہی کہلے۔
اگر مردودی صاحب اور ان کا جتہ خود کو حق پر سمجھتا ہے اور ان کو
قرآن و حدیث پر عبور بھی ہے تو ہماری تحریر کا جواب اردوئے قرآن و
حدیث تحریر کر کے شائع کریں۔

وَمَا يَكُنْ إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ

اے جو اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیوں پر تنقید کرنا جائز سمجھتا ہو :